صفات المنافقین

تالیف

ابن قیّم الجوزیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِيْنُهُ ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُبِا للّٰهِ مِنْ شَرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اس سے ڈرنا اور نہ مرو مگر مسلمان۔

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً﴾ (النساء: ۱)

ترجمہ: اے لوگو! ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں، اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو وسوسے والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

عَظِیْماً﴿ (الاحزاب: ۷۰،۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگذر فرمائے گا، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

امابعد: نفاق ایسی خطرناک باطنی بیماری ہے کہ آدمی اس میں مبتلا رہتے ہوئے بھی احساس نہیں کر پاتا اور عام طور پر لوگ اس سے ناواقف ہوتے ہیں، بسا اوقات آدمی اس کا شکار ہو کر بجائے مفسد کے اپنے کو مصلح سمجھنے لگتا ہے۔

نفاق کی قسمیں:

نفاق کی دو قسمیں ہیں، نفاق اکبر اور نفاق اصغر۔ نفاق اکبر انسان کو ہمیشہ کے لئے جہنم کے انتہائی گہرے حصہ میں پہنچا دیتا ہے۔

نفاق اکبر کا حامل شخص مسلمانوں کے سامنے بظاہر اللہ، اس کے رسول فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے لیکن اندرونی طور پر اس سے عاری اور اس کی تکذیب کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ اس پر بھی ایمان ویقین نہیں رکھتا جو اس کی مرضی سے ہدایت دیتا ہے اور اس کے عذاب سے ڈراتا اور اس کی گرفت سے آگاہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں منافقین کا پردہ فاش کیا ہے اور ان کی قلعی کھول دی ہے اور اپنے بندوں پر اس کی حقیقت واضح فرما دی ہے تاکہ وہ ان سے اور ان کی صفات سے محتاط رہیں۔

سورہ بقرہ کے ابتدائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

مومنین، کفار ومشرکین اور منافقین۔

چنانچہ مومنین کے سلسلہ میں چار آیتیں نازل فرمائیں اور کفار ومشرکین کے متعلق دو آیتیں، جبکہ منافقین کے سلسلہ میں پوری تیرہ آیتیں نازل فرمائیں، کیونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے لوگ عام طور پر ان کی وجہ سے شر میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کو ان سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور ان کے لئے غیر معمولی خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام کا وفادار اور اس کی نصرت ودعوت کا علمبردار تصور کرتا ہے، حالانکہ درحقیقت ان کا شدید ترین دشمن ہے اور اس کے خلاف مکروفریب اور سازشوں میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہے اور اپنی چھپی ہوئی عداوت وبغض کو نت نئے طریقہ سے استعمال کرتا ہے، عام آدمی تصور کر بیٹھتا ہے کہ وہ نشر علم اور اصلاح معاشرہ میں مصروف ہے حالانکہ وہ جہل وفساد کے پھیلانے میں سرگرم ہوتا ہے۔

خدا کی قسم انہوں نے اسی سازشوں کی وجہ سے اسلام کے کتنے مراکز تباہ وبرباد کردیئے ہیں اور کتنے قلعوں کی درودیواروں کو اکھاڑ پھینکا ہے اور اس کی چولیں ہلادی ہیں اور کتنے اسلامی نشانات کو صفحہ ہستی سے مٹادیا ہے اور کتنے سربلند جھنڈوں کو سرنگوں کردیا ہے، اور کتنے اسلامی اصولوں میں شکوک وشبہات پیدا کرکے اس کو ختم کرنے کی کوششیں کی ہیں اور کتنے اسلامی چشموں کو اپنے نظریات سے گدلا کرنے اور انہیں مٹانے کی سازشیں کی ہیں؟

چنانچہ ہمیشہ اسلام اور مسلمان ان کی سازشوں اور فتنوں کا شکار رہے اور برابر ان کی طرف سے مختلف قسم کے حملے ہوتے رہے جبکہ اپنی خام خیالی میں یہ حضرات سمجھتے ہیں کہ وہ اصلاح اور عمل خیر کررہے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ:

﴿اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُونَ﴾ (البقرہ: ۱۲)

ترجمہ: جان لو! وہی ہیں فساد کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے۔

﴿يُرِيْدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ﴾ (الصف: ۸)

ترجمہ: اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں، اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

انہوں نے وحی الٰہی کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس سے ہدایت یاب نہ ہونے پر باہمی طور پر متفق اور متحد ہو گئے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿فَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُراً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ (المومنون: ۵۳)

ترجمہ: مگر بعد میں لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا، ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

﴿يُوحِىْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَولِ غُرُوراً﴾ (الانعام: ۱۱۲)

ترجمہ: جو ایک دوسرے پر خوش آیند باتیں دھوکے اور فریب کے طور پر القا کرتے رہتے

ہیں۔

اور فرمایا:

﴿اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوراً﴾ (الفرقان: ۳۰)

ترجمہ: انہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔ (نشانہ تضحیک بنالیا ہے)

ان کے دلوں سے ایمانی علامتیں مٹ چکی ہیں۔ جنہیں وہ اب جانتے ہی نہیں اور ان میں اسلامی جڑیں کمزور ہو چکی ہیں، جنہیں وہ دوبارہ نہیں تعمیر کر سکتے، ان کے دلوں کے چمکتے ہوئے ستارے بجھ چکے ہیں جنہیں وہ دوبارہ روشن نہیں کر سکتے، ان کے باطل افکار ونظریات اور ظلم وستم کے ہجوم کی وجہ سے ایمانی کرنیں ماند پڑ چکی ہیں، جنہیں وہ دیکھ نہیں پا رہے ہیں، اور اس سے فیضیاب ہو کر اپنے کو سربلند نہیں کیا، بلکہ اپنے باطل افکار ونظریات کے بل بوتے پر اس ہدایت کو ٹھکرانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔ اس طرح سے وحی الٰہی کی نصوص قطعیہ کو ایک ٹھوس حقیقت کے روپ سے نکال دیا اور اعتماد ویقین کی شان سے جدا کر دیا، مزید برآں باطل تاویلات اور توجیہات سے ان حقائق کی تحریف شروع کر دی اور یکے بعد دیگرے ان کی طرف سے حملے ہوتے رہے، جس طرح کوئی شریف انسان کسی کمینی قوم کا مہمان ہو جائے جس کے ساتھ انتہائی ذلت آمیز معاملہ کرتے ہیں، اعزاز واکرام کی بجائے تحقیر وتکلیف سے نوازتے ہیں۔

انہوں نے قرآن کو بادل نخواستہ قبول کر لیا ہے لیکن اندرونی طور پر اس پر عمل کرنے سے قاصر اور اس کو مسترد کرنے کے درپے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارا ہمارے یہاں گذر نہیں، ہم سے تمہارا نباہ ممکن نہیں، تمہارے ہم سے تعلقات بس راہ گذرنے والے شخص جیسے ہونا

چاہیئے جو جلد از جلد داغ فراغ دے جائے الوداعی سلام کہہ کر پا بر کاب ہو جائے۔

انہوں نے قرآن کی مخالفت کے لئے طرح طرح کے قوانین اور گونہ کوں نظام بنائے ہیں اور تحریفات کے لئے پورا پروگرام مرتب کئے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے ہیں جب یہ قرآن ہمارے سر پر مڑھ ہی دیا گیا ہے تو ہم کو اس کے ظاہری ولفظی معانی سے کیا سروکار، یہ تو کچھ بھی فائدہ مند نہیں، نہ ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا اور نہ کچھ دوسرے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے عوام الناس کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اس معنی ومفہوم پر وہ ایمان و یقین رکھتے ہیں جو ہم نے اپنے متاخرین قائدین سے سنا و سمجھا ہے کیونکہ یہ لوگ سلف صالحین سے زیادہ پائے کے عالم تھے اور یہ استدلال و استنباط کی زیادہ بہتر صلاحیت رکھتے ہیں، جبکہ سلف بیچارے تو سادگی اور سادہ لوحی کا شکار تھے۔ انہیں استنباط اور استدلال کے قاعدوں کا کیا پتہ، انہوں نے اپنی ساری توانائیاں فقط اوامر کے اہتمام میں اور نواہی سے اجتناب میں صرف کیں اور ان کا مبلغ علم بس یہیں تک محدود تھا، لہٰذا متاخرین کا طریقہ استدلال زیادہ علم وحکمت کا حامل اور محکم ہے اور سلف اولین کے طریقہ میں بے علمی ہے اگر چہ درست بھی ہے۔

ان حضرات نے قرآن وسنت کے نصوص کا وہ حشر کیا ہے جو لوگ اس دور میں خلیفۃ المسلمین کے ساتھ کر رہے ہیں کہ خطبوں میں ان کا ظاہری طور پر نام لیا جاتا ہے سکوں پر کندہ کیا جاتا ہے لیکن فرامین اور قوانین کسی اور کے چلتے ہیں ان کے احکام قابل قبول ہوتے ہیں اور ان کے اوامر مسترد کر دیئے جاتے ہیں، ان حضرات نے اہل ایمان کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لیکن دل ودماغ گمراہی، کج روی اور مکر وفریب جس قدر حقد وحسد سے لبریز ہیں ان کی

ظاہری حالت انصار مدینہ جیسی ہے۔لیکن ان کے دل جنگجوانہ ہیں، بظاہر کہتے ہیں:

﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤمِنِيْنَ﴾ (البقرہ: ۸)

ترجمہ: ہم ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور وہ ہرگز مومن نہیں۔

ان کا اصل سرمایہ دھوکہ دہی اور مکروفریب ہے اور ان کی جمع پونجی دروغ گوئی اور خیانت ہے، اور باطل طریقے سے کھانے پینے کی زبردست صلاحیت رکھتے ہیں اور دونوں فریقوں (مومنین، کافرین) کو خوش رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ (با مسلمان اللہ اللہ، با برہمن رام رام) اور اس طرح دونوں کی گرفت سے محفوظ رہتے ہیں، لیکن درحقیت:

﴿يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾ (البقرہ: ۹)

ترجمہ: دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے، اور دراصل کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو، اور نہیں سوچتے۔

لیکن بایں ہمہ شبہات وشہوات جیسی مہلک بیماریوں نے ان کے دلوں کو اتنا کمزور کردیا ہے کہ وہ مردہ ہو چکے ہیں۔ واقعی قصہ کوتاہ:

﴿فِى قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُونَ﴾ (البقرہ: ۱۰)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر بڑھادی اللہ نے ان کی بیماری اور ان کے لئے عذاب ہے، اس بات پر کہ جھوٹ کہتے ہیں۔

ان منافقین کے شکوک وشبہات کے نیچے جس شخص کی بھی ایمانی چادر میں پیوست ہوئے

اسے تار تار کر دیا، اوران کے فتنہ کی چنگاریاں جس قلب وجگر تک پہنچیں اسے جلا کر خاکستر کر دیا۔جس کسی کے کانوں میں ان کے شکوک وشبہات والی باتیں پڑیں، ان کے دل سے ایمان ویقین اٹھ گیا، حاصل یہ کہ ان کے شر وفساد لامتناہی ہیں جس سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں، ان کا حال یہ ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاتُفْسِدُوا فِى الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ☆ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَّايَشْعُرُونَ﴾ (البقرہ:۱۱–۱۲)

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے ان کو ''فساد نہ ڈالو ملک میں'' تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، جان لو وہی ہیں فساد کرنے والے، لیکن نہیں سمجھتے۔

ان منافقین کے یہاں قرآن وسنت پر عمل کرنے والا شخص ''ظاہری'' سے جو عقل وفہم سے محروم ہے اور نصوص کتاب وسنت سے تعلق رکھنے والا شخص ان کے نزدیک اس گدھے جیسا ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے اور علوم ومعارف سے نابلد ہے اسکی توانائیاں صرف بوجھ اٹھانے میں صرف ہو رہی ہیں۔وحی الٰہی پر عمل کرنے والا ان کے نزدیک خسارہ میں ہے اور اس کا عمل غیر مقبول ہے، اور متبع سنت وشریعت لوگ ان کے نزدیک بیوقوف ہیں جن کا یہ منافقین اپنی محفلوں میں مذاق اڑاتے ہیں:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْا اَ نُؤْمِنُ كَمَا اٰمَنَ السُّفَهَاءُ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّايَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۱۳)

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوک تو کہتے

ہیں، کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف ، جان لو وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے۔

ہر منافق کے دو چہرے ہوتے ہیں، اور لوگوں سے اس کا معاملہ دورخی ہوتا ہے، وہ چہرہ وانداز جس سے مسلمانوں سے معاملہ کرتا ہے۔ دوسرا وہ رخ جس سے اپنے کافر برادری سے ربط وضبط رکھتا ہے، اسی طرح اس کی دوزبانیں ہوتی ہیں، ایک وہ جو اپنی چرب زبانی سے مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھتا ہے، دوسری وہ جس سے اپنی خاص محفلوں میں اپنے اصل خیالات کا اظہار کرتا ہے:

﴿وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا قَالُوْا اٰمَنَّا وَإِذَا خَلَوا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُ وْنَ﴾ (البقرہ: ١٤)

ترجمہ: اور جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں کہ بیشک تمہارے ساتھ ،ہم تو ہنسی کرتے ہیں۔(یعنی مسلمانوں سے)

ان منافقوں نے قرآن وسنت سے اعراض کیا اوراس کے حاملین کا مذاق اڑایا، ان کو حقیر جانا، اپنے نام نہاد علم پر گھمنڈ کرتے ہوئے قرآن وحدیث کے الہامی احکام کو ماننے سے انکار کیا ان کے ظاہری علم کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے اضافہ سے سوائے تکبر میں اضافہ کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہنسی کرتا ہے اس سے اور ڈھیل دیتا ہے ان کو ان کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں۔ ان منافقوں کا حال یہ ہے کہ:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰیؕ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ﴾ (البقرہ: ١٦)

ترجمہ یہ وہی ہیں جنھوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے، سونافع نہ ہوئی ان کی سودا گری اور نہ ہوئے راہ پانے والے۔

ایمان کی روشنی تھوڑی دیر کے لئے ان کے سامنے چمکتی ہے جس کی روشنی میں ہدایت وضلالت کی جگہیں نمودار ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ روشنی بجھ جاتی ہے اور ایک آگ باقی رہ جاتی ہے جو لپٹ اور اشتعال سے بھر پور ہوتی ہے، وہ اس آگ سے دو چار رہتے ہیں اور ان تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًاۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ﴾ (البقرہ: ١٧)

ترجمہ: ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب روشن کر دیا آگ نے اس کے آس پاس کو تو زائل کر دی اللہ نے ان کی روشنی اور چھوڑ دیا ان کو اندھیروں میں کچھ نہیں دیکھتے۔

ان منافقوں کے قلوب مردہ ہو چکے ہیں، ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ چکا ہے، ان کی زبانیں گنگ ہو چکی ہیں، نہ تو یہ ایمانی ندا اور پکار کو سنتے ہیں، نہ قرآنی حقائق کو دیکھتے ہیں، اور نہ حق باتوں کو کہتے ہیں۔

﴿صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ﴾ (البقرہ: ١٨)

ترجمہ: بہرے ہیں گونگے ہیں، اندھے ہیں، سو وہ نہیں لوٹیں گے۔

انسان پر وحی الٰہی کی وہ بارش ہوئی جس میں دلوں اور روحوں کے لئے زندگی اور تازگی تھی، لیکن منافقوں نے سوائے تکالیف شرعیہ کے جس کا ہر انسان پابند بتایا گیا ہے اور (بداعمالیوں پر) تہدید و وعید اور جزاء وسزا کے علاوہ کچھ نہیں سنا، چنانچہ وہ اعراض کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ڈالنے لگے اور اپنے کپڑوں سے منہ چھپانے لگے، اور بری طرح بھاگنے لگے۔

لہٰذا انہیں برسرعام پکارا گیا اور اہل بصیرت کے سامنے ان کا پول کھول دیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَّجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرہ: ۱۹)

ترجمہ: یا ان کے مثال ایسی ہے جیسے زور سے بارش ہورہی ہو آسمان سے، اس میں اندھیرے ہیں، اور گرج اور بجلی، دیتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں، مارے کڑک کے، موت کے ڈر سے، اور اللہ تعالیٰ احاطہ کرنے والا ہے کافروں کا۔

اس زوردار بارش کے دوران جس میں شدید طرح کی چمک ودمک ہے ان کی نگاہ بصیرت وحی الٰہی کی انوار و برکات وضیاء پاشیوں کے تحمل و برداشت سے عاجز و کمزور پڑ چکی ہے اور ان کی قوت سامعہ سے احکام الٰہی کے سننے اور قبول کرنے کی صلاحیت مفقود ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ میدان تیہ میں حیران و پریشان کھڑے ہیں، نہ تو کان کام کر رہے ہیں اور نہ ہی نگاہ کچھ فائدہ پہنچا رہی ہے اور بے یار و مددگار ہو کر رہ گئے ہیں:

﴿يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَو شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ ا للّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (البقرہ: ۲۰)

ترجمہ: قریب ہے کہ بجلی اچک لے ان کی آنکھیں، جب چمکتی ہے ان پر تو یہ چلنے لگتے ہیں اس کی روشنی میں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں، اور اگر چاہے اللہ تعالیٰ تو لے جائے ان کے کان اور آنکھیں، بےشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

منافقوں کی علامات:

قرآن وسنت میں غور وفکر سے منافقوں کی کچھ علامتوں اور اوصاف کا علم ہوتا ہے اور ایمانی بصیرت رکھنے والے لوگ ان کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔ (چنانچہ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں)

۱- ریاکاری:

یہ انسان کی بدترین عادت ہے اور منافقین سستی اور کاہلی میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری سے جی چراتے ہیں۔ اخلاص عمل ان حضرات کے یہاں بارگراں ہوتا ہے۔

﴿وَاِذَا قَامُوا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (النساء: ۱۴۲)

ترجمہ: جب یہ نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کسمساتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم یاد کرتے ہیں۔

۲- موقع پرستی:

منافقین کی مثال اس بکری جیسی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان بے چین رہتی ہے کبھی ادھر، کبھی ادھر بھاگتی ہے، کسی ایک گروہ کے ساتھ مستقل مزاجی سے نہیں ٹھہرتی۔ اس طرح منافق دو گروہوں کے درمیان حیران و پریشان رہتا ہے، نہ تو ادھر کا ہوتا ہے اور نہ ادھر کا ہی رہتا ہے، موازنہ کرتا رہتا ہے کہ کون زیادہ طاقتور ہے جس سے اپنا رشتہ ناطہ زیادہ استوار کرے۔ ان کی کیفیت یوں ہے:

﴿مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰٓؤُلَاءِ وَلَا اِلٰى هٰٓؤُلَاءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ١٤٣)

ترجمہ: کفر و ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں، نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اس طرف، جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لئے تم کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

۳۔گھات میں رہنا:

منافقین ہمیشہ مومنین کے نقصان کے درپے ہوتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ ان پر کوئی مصیبت آئے۔ اگر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی حاصل ہو تو کہتے ہیں کیا ہم تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہیں، اور اس پر طرح طرح کے قسمیں یقین دلانے کے لئے کھاتے ہیں، اور اگر (خدانخواستہ) مسلمانوں کے دشمنوں کو فتح نصیب ہوتی ہے (کافروں سے) تو کہتے ہیں کہ ہمارے تمہارے تعلقات تو بہت مستحکم ہیں، اور ہم ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار بھی ہیں۔

جو شخص ان منافقوں کی صفات کا صحیح اندازہ کرنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات کا مطالعہ کرے اس کے بعد مزید کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

﴿الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَومَ الْقِيمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ١٤١)

ترجمہ: یہ منافق تمہارے معاملہ میں انتظار کررہے ہیں (کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے) اگر اللہ کی طرف سے فتح تمہاری ہوئی تو آ کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اگر کافروں کا پلہ بھاری رہا تو ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے خلاف لڑنے پر قادر نہ تھے اور پھر بھی ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچایا؟ بس اللہ ہی تمہارے اور ان کے معاملہ کا فیصلہ قیامت کے روز کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز کوئی سبیل نہیں رکھی۔

۴- چرب زبانی:

منافقوں کی شیریں کلامی ونرم مزاجی کی وجہ سے سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، منافق اپنی دروغ گوئی اور افتراء پردازی کو چھپانے کے لئے باتوں باتوں میں قسمیں کھاتے ہیں اور حق گوئی کے وقت تم ان کو خاموش دیکھو گے اور دروغ گوئی کے وقت سرگرم۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس صفت کو یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَولُهُ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِى قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ (البقرہ: ٢٠٤)

ترجمہ: انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے۔

۵-فساد کرنا:

منافقین کی اپنے متبوعین کو ہر ایسے کام کا حکم دیتے ہیں جس سے لوگوں اور بستیوں میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوا، اور ہر اس چیز سے روکتے ہیں جس میں لوگوں کی دینی یا دنیوی بھلائی ہو۔

چنانچہ تم دیکھو گے ان کا کوئی شخص اہل ایمان کے شانہ بشانہ نماز اور ذکر، زہد واجتہاد میں نظر آئے گا لیکن:

﴿وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَايُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ (البقرہ: ۲۰۵)

ترجمہ: جب اسے اقتدار حاصل ہوتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے کھیتوں کو غارت کرے، اور نسل انسانی کو تباہ کرے، حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۶-باہم مشابہ ہونا:

منافقین باہمی طور پر ایک دوسرے سے عادات واوصاف میں مشابہ ہوتے ہیں۔ سبھی بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور اس کو خود کرتے ہیں اور اچھی چیزوں سے روکتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے گریز کرتے ہیں اور غیر

معمولی بخل سے کام لیتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے بار بار انہیں اپنے احسانات ونعمتوں سے نوازا لیکن یہ لوگ نعمتوں کے حصول کے بعد اس کے ذکر وشکر سے اعراض کرتے ہیں اور متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں پر ان کے حالات اور صفات کو کھول کر بیان فرمایا ہے تا کہ ان کے مکروفریب سے محفوظ ہو سکیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿الْمُنٰفِقُونَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُونَ﴾ (التوبہ: ٦٧)

ترجمہ: منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں برائی کا حکم دیتے ہین اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے خرچ سے روکے رکھتے ہیں یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا، یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔

۷-قبول حق سے بیزاری:

اگر قرآن کی روشنی میں ان کے مابین فیصلہ کیا جائے تو وہ اس سے اظہار بیزاری کرتے ہیں اور اگر ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دی جائے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں، اگر کوئی ان کے حقائق واسرار پر مطلع ہو جائے تو پوری طرح اندازہ ہو جائے کہ وہ راہِ حق سے کتنے دور ہیں، اسی وجہ سے وہ وحی الٰہی سے بیزار نظر آتے ہیں۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُوداً﴾ (النساء: ٦١)

ترجمہ: اور ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول کی

طرف تو ان منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں۔

۸- کفر کو ترجیح دینا:

یہ منافقین کیسے صلاح وفلاح سے مشرف اور ہدایت یاب ہو سکتے ہیں جب کہ ان کی عقل وفہم اور دین ومذہب بھی متاثر ہو چکے ہیں اور یہ کیسے گمراہی اور بربادی سے نجات پاسکتے ہیں جبکہ انہوں نے خود ایمان کے بدلہ کفر خریدا اور ان کی تجارت کتنے گھاٹے میں ہے جبکہ رحیق مختوم کے عوض جہنم کی آگ خریدی ہے۔

﴿فَكَيْفَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِهِمْ ثُمَّ جَآءُ وكَ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَاناً وَّتَوْفِيْقاً﴾ (النساء: ٦٢)

ترجمہ: پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آپڑی، اس وقت یہ تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف بھلائی چاہتے تھے اور ہماری نیت تو یہ تھی کہ فریقین میں کسی طرح موافقت ہو سکے۔

۹- شک وشبہات کا شکار ہونا:

منافقین کے دل ودماغ طرح طرح کے شکوک وشبہات کے شکار ہوتے ہیں اور اس میں غلطاں وپیچاں رہتے ہیں اور اس سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَافِيْ قُلُوبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغاً﴾ (النساء: ٦٣)

ترجمہ: اللہ جانتا ہے کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ان سے تعرض مت کرو، انہیں سمجھاؤ

اور ایسی نصیحت کرو جوان کے دلوں میں اتر جائے۔

بربادی اور ہلاکت مقدر ہوان منافقین کے۔ یہ لوگ حقیقت ایمان سے کتنے دور ہیں، تحقیق و عرفان کے دعوے میں کتنے جھوٹے ہیں اس بد بخت جماعت کی حالت و کیفیت اتباع سنت سے سرشار لوگوں سے پوری طرح مختلف ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں بنفس نفیس ایک عظیم الشان قسم کھائی ہے، اہل بصیرت اس کے مضمون سے واقف ہیں کیونکہ ان قلوب اس کی ہیئت اور تعظیم کی وجہ سے ڈرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان منافقین سے پر حذر رہنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْماً﴾ (النساء:٦٥)

ترجمہ: (اے محمد) تمہارے رب کی قسم! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سر بہ تسلیم کرلیں۔

۱۰۔ کثرت سے قسمیں کھانا:

منافقوں کو اگر چہ نہ بھی ٹوکا جائے تب بھی بات بات پر قسمیں کھاتے ہیں کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اہل ایمان ان کی چکنی چپڑی باتوں پر یقین نہیں کرتے، چنانچہ وہ سوء ظن سے بچنے کے لئے قسموں کا سہارا لیتے ہیں تاکہ حقیقت کھل نہ جائے۔اسی طرح کمزور کردار کے

مالک جھوٹ بولا کرتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں تاکہ سننے والا شخص یقین کرے کہ یہ سچے ہیں:

﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِنَّهُمْ سَآءَ مَاكَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (المنافقون: ٢)

ترجمہ: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور یہ لوگ بہت برا کام کررہے ہیں۔

نامراد ہوں یہ منافقین، ایمانی قافلہ کے ساتھ صحراء میں رواں دواں ہوئے، لیکن جب سفر کی مشقت اور مسافت اور منزل کی دوری محسوس کی تو الٹے پیروا پس ہو گئے، سوچا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں ہی عیش وآرام کی زندگی بسر کریں گے۔ میدان جنگ میں ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے دین اسلام سے اس کی معرفت کے بعد انکار کیا اور حق کے مشاہدہ کے بعد اس سے منہ موڑ لیا۔

﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ (المنافقون: ٣)

ترجمہ: یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ان لوگوں نے ایمان لا کر پھر کفر کیا اس لئے ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی اب یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

۱۱- ظاہری طور پر معزز ہونا:

ظاہری وجسمانی طور پر باعزت شریف معلوم ہوتے ہیں، اور شریں بیاں اور نرم کلام ہوتے ہیں لیکن درحقیقت انتہائی بد باطن خبیث النفس اور بزدل ہوتے ہیں، ان کی مثال

اس خوبصورت کھڑی ہوئی لکڑی کی طرح ہے جو بے پھل ہوتی ہے اور اپنی جڑ سے اکھڑی ہوتی ہے جس کو کھڑا رکھنے کے لئے کسی دیوار وستون کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے تا کہ جگہ سے گر نہ جائے اور چلنے والے اسے روند نہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تصویر کشی کی ہے:

﴿وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (المنافقون: ٤)

ترجمہ: جب انہیں دیکھو تو ان کے جثے تمہیں بڑے شاندار نظر آئیں۔ بولیں تو تم ان کی باتوں کو سنتے رہ جاؤ، مگر اصل میں یہ گویا لکڑی کے کندے ہیں جو دیوار کے ساتھ چن کر رکھ دیئے گئے ہیں، ہر زور کی آواز کو یہ اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ پکے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہنا، اللہ کی مار ان پر، یہ کدھر الٹے پھرائے جا رہے ہیں۔

۱۲- نمازوں کو تاخیر سے ادا کرنا:

یہ منافقین نمازوں کو اول وافضل وقت سے تاخیر کر کے پڑھتے ہیں، چنانچہ فجر کی نماز طلوع شمس اور عصر کی نماز غروب شمس کے وقت پڑھتے ہیں وہ بھی کوے کے ٹھونگ مارنے کی مانند جلدی جلدی ادا کرتے ہیں، لہٰذا یہ تو جسمانی نماز وعبادت ہوئی نہ کہ قلبی، اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر حالت نماز میں دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اس کے تعاقب میں ہے، گویا وہ رحمت حق سے دور ہے۔ اور نمازوں کو مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ نمازیں پڑھیں بھی تو دوکان یا گھر میں ادا کرتے ہیں۔

۱۳- جھوٹ، خیانت اور غداری وغیرہ:

یہ لوگ لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے تو گالی گلوچ کرنے لگتے ہیں، جب وعدہ کرتے ہیں تو وعدہ خلافی وغداری کرتے ہیں، جب بات چیت کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں، جب ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو اس میں خیانت اور خرد برد کرتے ہیں۔

ان کا یہ طریق کار بندوں کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ نمازوں میں کوتاہی وکاہلی وغیرہ سے کرتے ہیں۔

ان کے اوصاف کی مزید معرفت کے لئے سورا المطففین کی شروع کی آیتیں اور سورہ طلاق کی آخری آیات دیکھی جاسکتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی باخبر ذات سے بڑھ کر ان کے اوصاف صحیح طور پر کوئی نہیں بتا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ﴾ (التوبه: ۷۳)

ترجمہ: اے نبی! کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ، آخر کار ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔

یہ لوگ تعداد میں کتنے ہی زیادہ ہوں لیکن درحقیقت اقلیت میں ہیں، خواہ کتنے طاقتور ہو جائیں لیکن بہر حال ذلیل وخوار ہیں، اور کتنے بڑے ہی جاہل ہوں لیکن اپنے آپ کو زبردستی علماء کی صف میں شامل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن

اس کی عظمت وجلالت قدر سے یکسر جاہل وناواقف ہیں:

﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُمْ مِنكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَومٌ يَّفْرَقُونَ﴾ (التوبہ: ۵٦)

ترجمہ: وہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہی میں سے ہیں، حالانکہ وہ ہرگز تم میں سے نہیں ہیں، اصل میں تو وہ ایسے لوگ ہیں جو تم سے خوف زدہ ہیں۔

۱۴-حسد وشماقت سے متصف ہونا:ا

ن منافقین کا حال یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو عافیت، نصرت اور فتح وغلبہ نصیب ہوتا ہے تو انہیں برا لگتا ہے اور مارے حسد کے رنج وغم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر مومن خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائیں، تاکہ ان کے گناہوں کا کفارہ بنے اور برائیوں سے پاک وصاف کرے، تو ان منافقوں کو غیر معمولی مسرت وخوشی ہوتی ہے اور یہ طبیعت اور مزاج ان کو یہودیوں اور ان کے علاوہ دوسرے دشمنان اسلام سے بطور وراثت ملا ہے، وہ دو طبقے ہرگز برابر ویکساں نہیں ہو سکتے جن میں سے ایک کی وراثت رسول اللہ ﷺ سے ملے اور دوسرے کی منافقین سے دستیاب ہو۔

﴿اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُولُوا قَدْ اَمَرْنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ ☆ قُلْ لَّن يُصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَولٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ (التوبہ: ۵۰-۵۱)

ترجمہ: تمہارا بھلا ہوتا ہے تو انہیں رنج ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ منہ پھیر کر خوش خوش پلٹتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اچھا ہوا ہم نے پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک

کرلیا تھا۔ ان سے کہو، ہمیں ہرگز کوئی (برائی بھلائی) نہیں پہنچتی مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اللہ ہی ہمارا مولا ہے اور اہل ایمان کو اس پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

یقیناً حق اہل باطل کی مخالفت وملحد سازی کی وجہ سے پیچھے ہٹ نہیں سکتا اور نہ اسے مٹایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ دونوں مختلف سابق الذکر جماعتوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً إِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۰)

ترجمہ: تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو برا معلوم ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں، مگر ان کی کوئی تدبیر تمہارے خلاف کارگر نہیں ہوسکتی، بشرطیکہ تم صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ یہ کررہے ہیں اللہ اس پر حاوی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت واطاعت کو ناپسند فرمایا ہے کیونکہ ان کے دل پلید اور ان کی نیت فاسد ہے۔ اس لئے ان کو اخلاص وتقویٰ پر مبنی عبادتوں سے دور رکھا اور اپنے تقرب حاصل کرنے کو ناپسند فرمایا، کیونکہ انہوں نے اس کے دشمنوں سے میل ملاپ کر رکھا اور اس کے احکام سے روگردانی کی ہے، لہٰذا اس نے بھی ان کو راندہ درگاہ فرمادیا، بدبختی ان پر مسلط کردی اور انتہائی عدل وانصاف سے ان کے متعلق فیصلہ فرمایا، اور ان کے نجات پانے کی شکل وصورت نہیں الا یہ کہ وہ نفاق سے توبہ کرلیں۔

﴿وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوجَ لَاَعَدُّوا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ﴾ (التوبه: ٤٦)

ترجمہ: اگر واقعی ان کا ارادہ نکلنے کا ہوتا تو وہ اس کے لئے کچھ تیاری کرتے، لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند ہی نہ تھا اس لئے اس نے انہیں سست کر دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھ رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کو عبادت واطاعت سے دور رکھنے اور اپنی رحمت وفضل وکرم سے محروم رکھنے کی حکمت ومصلحت بیان فرمائی ہے، یہ واقعی اس کا اپنے اولیاء اور عبادت گذار بندوں کے ساتھ لطف وکرم ہی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَوْضَعُوا خِلٰلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُونَ لَهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ﴾ (التوبه: ٤٧)

ترجمہ: اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے اندر خرابی کے سوا کسی چیز کا اضافہ نہ کرتے، وہ تمہارے درمیان فتنہ پردازی کے لئے دوڑ دھوپ کرتے، اور تمہارے گروہ کا حال یہ ہے کہ ابھی ان میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کی باتیں کان لگا کر سنتے ہیں، اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

۱۵- تکالیف شرعیہ کا گراں گذرنا:

یہ لوگ احکام شرعیہ کو گراں تصور کر کے ان سے نفرت کرتے ہیں، ان کی بجا آوری سے عاجز ہوتے ہوئے انہیں اتار پھینکا ہے، سنتوں کی حفاظت ومداومت سے مایوس وبیزار ہو کر

ان میں کوتاہی کرنے لگے ہیں، قرآن وسنت کی نصوص صریحہ میں اپنے خودساختہ قوانین کی بنیاد پرتحریف وتاویل لے کرانہیں مسترد کردیا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کیا، ان کے اسرار کو آشکارہ فرمادیا، اور (کذب وخیانت، غداری، نفاق) میں ان کو ضرب المثل فرمادیا، اور بتلایا کہ جب ان کی کوئی جماعت ختم ہوتی ہے تو اس کی جگہ دوسرے لوگ لے لیتے ہیں جو عادات واخلاق میں اس اس طرح ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ان کے شروفتن سے محفوظ رکھنے لے لئے ان کے اوصاف کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمٰلَهُمْ﴾ (محمد: ۹)

ترجمہ: کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے، لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔

یہ ہر اس شخص کا انجام ہے جس نے احکام شرعیہ کو گراں جانا اور اس کو اپنی خواہش وخرافات کے لئے روڑا تصور کیا، درحقیقت اس کے سامنے یہ ایک بڑی مضبوط چٹان ہے، تو اس کو کلام باطل سے تبدیل کرنے کی کوشش کی، اور خرافات کو اپنانے کی جدوجہد کی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی ظاہری کیفیت اور خفیہ ریشہ دوانیوں کا پردہ چاک کر کے انہیں سزادی۔

ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ☆ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ☆ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهُ وَكَرِهُوا

رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾ (محمد: ٢٦-٢٧)

ترجمہ: اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے، اللہ ان کی یہ خفیہ باتیں خوب جانتا ہے، پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے اور ان کے منہ اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انہیں لے جائیں گے؟ یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی رضا کا راستہ اختیار کرنے کو پسند نہ کیا، اس بناء پر اس نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیئے۔

١٦- نفاق کو چھپانا اور پردہ پوشی کرنا:

ان لوگوں نے اپنی منافقانہ عادتوں کو چھپایا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی چالوں اور چالبازیوں کی قلعی کھول دی اور ان کی ایسی ایسی علامات بیان فرمادی جس سے ان کو اہل ایمان پہچان لیتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ کفر ونفاق چھپا کر اور اسلام ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حقیقت ظاہر فرمادی ہے:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ☆ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَیْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ٢٩-٣٠)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ ظاہر نہیں کرے گا؟ ہم چاہیں تو انہیں تم کو آنکھ سے دکھا دیں اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو، مگر ان کے انداز کلام سے تم ان کو جان ہی لو گے، اللہ تم

سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔

اور قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا جب سب لوگ یکجا جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ بندوں کے سامنے جلوہ افروز ہوگا اور اپنی پنڈلی کھول رکھی ہوگی اور لوگ سجدے کیلئے بلائے جائیں گے، تو یہ منافقین (سجدہ) نہیں کرسکیں گے۔

﴿خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُونَ﴾ (القلم: ٤٣)

ترجمہ: ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہوگی، یہ جب صحیح وسالم تھے اس وقت انہیں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا۔ (اور یہ انکار کرتے تھے)

اور اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب یہ پل صراط کی طرف لے جائے جائیں گے ط، جو کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اور تاریک ترین پھسلنے والی جگہ ہوگی، جس کو لوگ نور کی روشنی میں پار کرسکیں گے جس سے انہیں چلنے کے لئے راستہ نظر آتا رہے گا، چنانچہ اس روشنی کو لوگوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے گا تو وہ اس کے بقدر ہی پار کرنے میں سہولت ومدد حاصل کریں گے۔

اور منافقین کو بھی اپنے روزہ، نماز وحج وزکاۃ کی وجہ سے اہل اسلام کی طرح ظاہری طور پر نور دیئے جائیں گے، لیکن پل صراط کے درمیان پہنچیں گے تو نفاق کی ایک آندھی ان کی روشنیوں کو بجھا دے گی اور ان کے ہاتھوں کے سارے چراغ بجھ جائیں گے، تو پھر کیا ہوگا؟ حیران پریشان کھڑے رہ جائیں گے اور راستہ نہ دیکھ پائیں گے- پھر اچانک ان کے اور اہل ایمان کے مابین ایک دیوار حائل ہوجائے گی، جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس کا وہ

حصہ جو مومنین کی طرف ہوگا وہ رحمت و برکت والا ہوگا اور جو حصہ منافقین کی طرف ہوگا وہ عذاب وسزا والا ہوگا۔

﴿انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّورِكُمْ﴾ (الحدید:۱۳)

ترجمہ: ذرا ہمیں موقع دیں تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔

تاکہ ہم لوگ بھی اس تنگ و تاریک رہ گزر سے پار ہوسکیں کیونکہ ہماری روشنیاں بجھ چکی ہیں اور آج کے دن بغیر نورانی قندیلوں کے گذرنا ممکن نہیں ہے۔تو ان سے کہا جائے گا:

﴿قِيلَ ارْجِعُوا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْراً﴾ (الحدید: ۱۳)

ترجمہ: کہا جائے گا واپس چلے جاؤ اور نور تلاش کرلاؤ۔

چنانچہ وہ ایک دوسرے کو اپنی سابقہ دوستی اور ملاقاتوں کی یاددہانی کروائیں گے اور اس کا حوالہ دے دے کر مدد طلب کریں گے، جس طرح کہ ہم سفر رہنے والا ایک مسافر شخص اپنے دوسرے مقیم ساتھی سے سفری یادوں و باتوں کو تازہ کرتا ہے۔یہ منافقین کہیں گے:

"اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ"

ترجمہ: کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔

ہم لوگ بھی ایسے ہی روزے رکھتے تھے جیسا کہ تم لوگ رکھتے تھے، نماز بھی ایسے ہی پڑھتے تھے جیسا کہ تم لوگ پڑھتے تھے، تلاوت قرآن ایسی ہی کرتے تھے جیسی تم لوگ کرتے تھے اور صدقہ وخیرات بھی اتنا ہی کرتے تھے جیسا تم لوگ کرتے تھے، اور حج بھی تم ہی لوگوں کی طرح کرتے تھے، تو اس کے باوجود کس چیز کی وجہ سے ہمارے اور تمہارے حالات میں فرق آ گیا ہے، آج تم لوگ پل صراط پر سے تیزی سے گذرے جا رہے ہو اور ہم رکے

ہوئے ہیں اور ضیق و پریشانی میں پھنسے ہوئے ہیں، تو وہ مومنین اس کے جواب میں کہیں گے، ہاں ہمارے اور تمہارے درمیان بڑا فرق ہے وہ یہ کہ "تم ہمارے ساتھ محض ظاہری طور پر شریک عمل رہتے تھے لیکن تمہاری ساری ہمدردیاں کافروں اور ظالموں کے ساتھ رہتی تھیں تمہارا ان سے ہر طرح کا اتحاد و اتفاق تھا ان کے منصوبوں کی تعمیل و تکمیل میں ہمہ تن مشغول تھے۔

﴿وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ☆ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ (الحديد: ١٤-١٥)

ترجمہ: مگر تم نے اپنے آپ کو خود فتنے میں ڈالا- موقع پرستی کی، شک میں پڑے رہے، اور جھوٹی توقعات تمہیں فریب دیتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا اور آخر وقت تک وہ بڑا دھوکہ باز (شیطان) تمہیں اللہ کے معاملہ میں دھوکہ دیتا رہا، لہٰذا آج نہ تم سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کھلا کھلا کفر کیا تھا، تمہارا ٹھکانا جہنم ہے وہی تمہاری خبر گیری کرنے والی ہے اور بدترین جگہ ہے۔

منافقین کے اوصاف کا احاطہ کرنا مشکل ہے، جتنے اوصاف مذکور ہوئے ہیں اس سے کہیں زیادہ چھوڑ دیئے گئے ہیں گویا کہ قرآن کریم کا بڑا حصہ ان ہی کے متعلق نازل ہوا ہے، کیونکہ روئے زمین پر ان کی تعداد کافی ہے اور مر جانے والے بھی کچھ کم نہیں، سرزمین کا کوئی حصہ ان کے وجود سے خالی نہیں، اگر یہ ختم ہو جائیں تو گلیاں سنسان ہو جائیں گی اور

مسلمان راستہ پر چلتے خوف وہراس محسوس کریں گےاور معاشی نظام درہم برہم ہوجائے گااو راقتصادی وسائل محدود ہوجائیں گے، درندے اور جنگلی جانور لوگوں کی قلت کی وجہ سے راستوں میں حملے شروع کردیں گے اس طرح سے لوگوں کی جان ومال اور روزی خطرے میں پڑ جائے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک شخص کو یہ بدعا کرتے ہوئے سنا ''اے اللہ منافقوں کو ہلاک وبرباد کردے'' تو آپ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے، اگر منافقین ہلاک ہوجائیں گے تو تم لوگ راستوں میں لوگوں کے کم ہونے کی وجہ سے وحشت اور خوف محسوس کروگے۔

ہماری امت کے سلف صالحین رحمہم اللہ ہمیشہ مرض نفاق سے ڈرا کرتے تھے کیونکہ وہ اس کی تفصیلات اور مجملات کا علم رکھتے تھے، حتیٰ کہ بسا اوقات خود ان پاکیزہ نفوس حضرات کو اپنے اوپر بھی شبہ ہوگیا کہ خدانخواستہ وہ اس مرض کا شکار تو نہیں ہوگئے، کیا وہ منافقین کی صف میں کھڑے تو نہیں ہوگئے ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا میرا نام اس فہرست میں تو نہیں، جس کی نشان دہی رسول اللہ ﷺ نے منافقین کے سلسلہ میں فرمائی ہے، تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں لیکن اب آپ کے سوال کے بعد میں کسی کی پاک دامنی کی گواہی نہیں دے سکتا۔

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے تقریباً تیس ایسے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) سے ملاقات کی ہے جو سبھی اپنے متعلق نفاق کا خدشہ محسوس کرتے تھے، ان میں سے

کوئی یہ نہیں کہتا تھا کہ اس کا ایمان حضرت جبریل اور حضرت میکائیل جیسا مستحکم ہے''۔(اسے امام بخاری نے ذکر کیا ہے)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:''جو مطمئن ہو گیا وہ منافق ہے اور جو ڈرتا رہا وہ مومن ہے۔''

بعض صحابہ کرام سے منقول ہے کہ وہ یہ دعا فرماتے تھے:

''اے اللہ میں آپ سے منافقانہ خشوع سے پناہ چاہتا ہوں'' ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ منافقانہ خشوع کیا چیز ہے تو جواب میں فرمایا:''جسمانی طور پر تو خوف وخشوع حاوی ہو لیکن قلب اس سے عاری ہو۔''

خدا کی قسم ان لوگوں کے دل ودماغ ایمان ویقین سے لبریز تھے اور نفاق سے شدید خطرہ محسوس کرتے تھے اور اس سلسلہ میں انتہائی فکرمند رہتے تھے، لیکن ان کے علاوہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کا ایمان گلے سے بھی نیچے نہیں اترتا اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان ویقین کو حضرت جبریل اور حضرت میکائیل جیسا مستحکم سمجھتے ہیں۔

نفاق کی کھیتی دو ندیوں کے کنارے اگتی اور پروان چڑھتی ہے، ایک دروغ گوئی تو دوسری بدی کے چشموں سے نکلتی ہے، ایک ضعیف بصیرت سے دوسرے ضعیف عزیمت سے، جب یہ چاروں چیزیں (ارکان اربعہ) مجتمع اور مکمل ہو جاتی ہیں تو نفاق کا درخت مستحکم اور تناور ہو جاتا ہے، لیکن بایں ہمہ جب وہ حقائق کے سیلاب کو دیکھیں گے جس دن ساری پوشیدہ چیزیں آشکارہ ہو جائیں گی اور سارے بھید جانچے جائیں گے اور جو قبروں میں ہے وہ اٹھایا جائے گا۔

﴿يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾ (النور: ۳۹)

ترجمہ: پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا، مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا، بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا، جس نے اس کا پورا حساب چکا دیا، اور اللہ کو حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

۱۷- بے حیا اور سنگ دل ہونا اور جھوٹی گواہی دینا:

ان منافقین کے قلوب خیر و بھلائی کی چیزوں سے مستغنی ہوتے ہیں اور جسمانی طور پر اس کے لئے کوشاں ہوتے ہیں اور بے حیائی ان کے یہاں عام ہوتی ہے، حق و ہدایت کی باتوں کو سننے کے بعد ان کے دل پتھر ہو جاتے ہیں، جب فسق و فجور کی جگہوں پر حاضر ہوتے اور جھوٹی گواہی دیتے ہیں تو دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ہمہ تن گوش ہو جاتے ہیں اور غیر معمولی کیف و سرور محسوس کرتے ہیں۔

نفاق اور منافقین کی یہ چند علامتیں اور صفات تھیں جو ہم نے پیش خدمت کیں، ہر مسلمان شخص کو ان صفات اور اس کے حاملین سے بچنا چاہئے قبل اس کے کہ وہ ان میں مبتلا ہو جائے۔